

## ہجرتِ نبوی کا ایمان افروز سفر

### الْخُطْبَةُ الْأُولَى:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْوَلِيِّ الْحَمِيدِ، بَلَّغْنَا بِفَضْلِهِ الْعَامَ الْهَجْرِيَّ الْجَدِيدَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّم عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ اتَّبَعَ هُدَاهُ.

أَمَّا بَعْدُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾<sup>(۱)</sup>.

میرے مؤمن بھائیو، عزیز دوستو! نئے ہجری سال کی آمد آمد ہے ہم آپ کو اس کی مبارک باد پیش کرتے ہیں، جو اپنے دامن میں اعلیٰ ایمانی قدروں اور بلند معانی کو سموئے ہوئے ہے، جن میں سرفہرست نبی کریم ﷺ کی سچی محبت ہے، جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ جذبات

اور روشن کردار میں چمکتی نظر آتی ہے، چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ہجرت کرنے کی خبر سنائی تو انہوں نے فرط جذبات میں عرض کیا:

"الصُّحْبَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ". اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کی صحبت و رفاقت

چاہتا ہوں، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: «الصُّحْبَةُ»<sup>(۲)</sup>. ہاں! تم ہی میرے رفیق سفر

رہو گے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَوَاللَّهِ مَا شَعَرْتُ... أَنَّ أَحَدًا يَبْنِي

مِنَ الْفَرَحِ حَتَّى رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ يَبْنِي يَوْمَئِذٍ فَرَحًا"<sup>(۳)</sup>. اللہ کی قسم! مجھے اس سے

پہلے بالکل معلوم نہیں تھا کہ کوئی انسان خوشی سے بھی روتا ہے، یہاں تک کہ میں نے اس دن حضرت ابو بکر کو خوشی سے روتے ہوئے دیکھا۔ **تو میرے بھائیو! ذرا غور فرمائیں، یہ کیسی پر خلوص محبت تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بخوبی یہ بات جانتے تھے، کہ ہجرت کا یہ سفر خطرات و مشکلات سے بھرا پڑا ہے، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کی معیت اور رفاقت ملنے پر اس قدر مسرور ہوئے کہ آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے، اور اس سے بھی بڑھ کر حیران کن بات یہ تھی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ اپنے حبیب جناب رسول اللہ ﷺ کی فکر تھی، چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس سفر کے دوران ایک بار ان سے فرمایا: «مَا لَكَ تَمَشِي سَاعَةً بَيْنَ يَدَيَّ وَسَاعَةً خَلْفِي؟»۔ ابو بکر! تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم کبھی میرے آگے چلتے ہو اور کبھی میرے پیچھے چلنے لگتے ہو؟ تو حضرت ابو بکر نے عرض کیا: **أَذْكُرُ الطَّلَبَ، فَأَمَشِي خَلْفَكَ، ثُمَّ أَذْكُرُ الرَّصَدَ، فَأَمَشِي بَيْنَ يَدَيْكَ،** یا رسول اللہ! جب مجھے پیچھے سے آپ کا تعاقب کیے جانے کا خیال آتا ہے تو میں آپ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں، اور جب آگے کی جانب سے گھات لگائے دشمنوں کے حملے کا اندیشہ ہوتا ہے تو میں آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: **«يَا أَبَا بَكْرٍ، لَوْ كَانَ شَيْءٌ أَحْبَبْتَ أَنْ يَكُونَ بِكَ دُونِي؟»**۔ اے ابو بکر! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اگر کوئی حادثہ یا تکلیف پیش آجائے تو اسے تم خود اٹھا لو اور میں اُس سے بچ**

جاؤں؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: "نَعَمْ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ... جی ہاں، اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میری یہی خواہش ہے کہ اگر کوئی تکلیف یا مصیبت پیش آئے تو اس کو میں اپنے اوپر لے لوں اور وہ آپ کے بجائے مجھ پر واقع ہو، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الْغَارِ، قَالَ: مَكَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَتَّى أَسْتَبْرِيَّ لَكَ الْغَارِ"<sup>(۴)</sup> پھر جب یہ دونوں حضرات غار تک پہنچ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہیں ٹھہریں تاکہ میں آپ کے لیے غار کو بالکل صاف ستھرا کر دوں اور اسے خطرات سے پاک کر لوں

میرے مؤمن بھائیو! غار میں پہنچنے کے بعد جب دشمن بہت قریب آگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب جناب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خطرہ لاحق ہوا تو فکر مندی کے عالم میں فرمایا: "لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا" اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کے نیچے نظر ڈالی تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ يَا ثَنِينِ، اللَّهُ ثَالِثُهُمَا»<sup>(۵)</sup> اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ جن میں کا تیسرا ہے؟ (بھلا انہیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟) ﴿فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا﴾<sup>(۶)</sup>، چنانچہ

اللہ نے اپنی طرف سے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تمہیں نظر نہیں آئے۔

**میرے دوستو!** جب دشمن کا خطرہ ٹل گیا تو دونوں حضرات نے پھر سے مدینہ منورہ کی جانب سفر شروع فرمادیا، حضرت **ابوبکر رضی اللہ عنہ** فرماتے ہیں کہ ہم ساری رات چلتے رہے، دن میں بھی سفر جاری رکھا یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی، تو ہمیں ایک بڑی چٹان نظر آئی جس کا سایہ کافی لمبا تھا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ یہاں نیند فرما لیجئے۔ ذرا دیکھیے!

کیسی عظیم قربانی اور بے مثال محبت ہے کہ حضرت **ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ** خود بھی رات بھر آپ علیہ السلام کے ساتھ چلتے رہے، تو کیا انہوں نے اپنی نیند کو ترجیح دی اور کیا انہوں خود آرام کرنا پسند کیا؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ فرماتے ہیں: **"خَرَجْتُ... فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ فَقُلْتُ: أَفَتَحْلُبُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ... فَأَتَيْتُهُ ﷺ... فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ"** (۷)، پھر

میں یہ دیکھنے کیلئے نکلا کہ کہیں دشمن ہماری تلاش میں یہاں تک نہ آچکے ہوں، ذرا آگے بڑھا تو بکریوں کے ایک چرواہے کو دیکھا، تو میں نے اس سے کہا کہ کیا تم میرے لیے دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں بالکل، چنانچہ اس نے میرے لیے کچھ دودھ دوہا، پھر میں وہ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یہ دودھ پی لیجئے، آپ علیہ السلام نے اسے نوش فرمایا تو میرا دل خوش ہو گیا، اللہ اکبر، کیا ایمان تھا، کیا عشق رسول تھا کہ دودھ تو اللہ

کے نبی ﷺ نے پیامگر پیاسِ صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بجھی، چنانچہ ایک سچے عاشق کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ محبوب کی خوشی میں خوش ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر صِدِّیقِ رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کو راحت و سکون میں دیکھ کر خوش ہوئے، تو میرے بھائیو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت تھی اور یہ محبت ان کے دلوں کو صدق و اخلاص سے بھر دیتی تھی، اور اس کا پھل آپ علیہ السلام کی اتباع اور کامل اقتدا کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ  
مِنْكُمْ﴾ (۸)

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ.

## الخطبة الثانية:

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

**أَمَّا بَعْدُ: نبي كريم ﷺ** کے **جاثارو!** ہجرتِ نبوی ﷺ کا یہ مبارک سفر مکمل ہوا اور جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، تو آپ علیہ السلام کی آمد کے ساتھ ہی مدینہ کا گوشہ گوشہ جگمگا اٹھا، چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے: **«أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ»** (۹)، آپ ﷺ کی تشریف آوری سے مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ علیہ السلام سے اپنی سچی محبت اور بے مثال وفاداری کا اس حد تک اظہار فرمایا، کہ ایک کہنے والے نے کہا: **"مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا: كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا** (۱۰) میں نے کسی کو کسی سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا، جیسی محبت محمد کے صحابہ محمد سے کرتے ہیں، صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

**میرے دوستو!** آپ علیہ السلام کی ہجرتِ مبارک سے ایسی سچی محبت آشکار ہوئی جو حقیقی پیروی کو جنم دیتی ہے، وفاداری کو پروان چڑھاتی ہے، اور قربانی کا جذبہ پیدا کرتی ہے؛ اسی لیے حضرت **ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ** نے اپنے محبوب جناب رسول اللہ ﷺ کی خاطر اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور اپنا مال سب کچھ وقف کر دیا.

**میرے عزیز بھائیو!** اسی طرح جو شخص اپنے وطن اور اپنی قیادت سے سچی محبت رکھتا ہے، وہ ان کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر دیتا ہے، اپنا مال خرچ کرتا ہے، ضرورت پڑنے پر اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا، اور ہمیشہ اپنے وطن اور اپنی قیادت کے لیے خیر، ترقی، امن اور استحکام کی دعا کرتا رہتا ہے۔

هَذَا وَصَلِ اللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ.  
اللّٰهُمَّ احْفَظْ دَوْلَةَ الْإِمَارَاتِ مِنْ كُلِّ الْجِهَاتِ، وَاحْفَظْ قِيَادَتَهَا وَأَهْلِهَا، وَمَنْ يَعِيشُ عَلَى أَرْضِهَا.

اللّٰهُمَّ احْفَظِ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ زَايِدِ رَئِيسِ الدَّوْلَةِ بِحِفْظِكَ، وَكُنْ لَهُ عَوْنًا وَسَدَدًا، وَبَارِكْ فِي عُمُرِهِ وَعَمَلِهِ، اللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ وَنَوِّبْهُ وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ، وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينِ؛ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ.

اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الشَّيْخَ زَايِدَ، وَالشَّيْخَ رَاشِدَ، وَشَيْوْخَ الْإِمَارَاتِ الَّذِينَ انْتَقَلُوا إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ.

اللّٰهُمَّ اشْمَلْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ بِرَحْمَتِكَ وَغُفْرَانِكَ.

اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ: الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتَ.

**عِبَادَ اللَّهِ:** اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ الْجَلِيلَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ. وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.

- (١) التوبة: ١١٩.
- (٢) البخاري: ٢١٣٨.
- (٣) مسند إسحاق بن راهويه: ٥٨٤/٢، وسيرة ابن هشام: ٤٨٥/١، والبداية والنهاية: ١٧٨/٣.
- (٤) المستدرک على الصحيحين: ٤٣١٤.
- (٥) متفق عليه.
- (٦) التوبة: ٤٠.
- (٧) متفق عليه.
- (٨) النساء: ٥٩.
- (٩) الترمذي: ٣٩٤٦.
- (١٠) سيرة ابن هشام: (١٧٢/٢)، وتاريخ الطبري: (٥٤٢/٢)، وهو من قول أبي سفيان رضي الله عنه.